حیات عیسیٰ علیہ السلام: شیخ محمد زاہد الکوثری کی آراء کا تحقیقی مطالعہ

محمد شفیق عاصم
ریسرچ اسکالر، شعبۂ علوم اسلامی جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد
ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس
ڈین فیکلٹی آف اسلامک اینڈ اورینٹل لرننگ، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد

Abstract

Islam is the religion of nature, The religion of purity (Tauheed) based on firm and strong beliefs and natural processes. The faith gets priority because the religion is based on faith. Acts or deeds influenced by a false belief is the faith on purity or oneness of Allah, it is also necessary to believe in the faiths of prophethood, resurrection, basic principles and their hierarchic branches. Because these faiths are one of the basic doctrine demands of religion, based on the text of the Quran, text of Hadith and consensus of ummah. It is also based on religious text to believe in the conditions of the day of judgment, appearance of the hour and symbols of resurrection, along with the belief in the day of judgment. The rise up and revelation of Isa(علیہ السلام) are also one of the signs of hour. It is also proved by the text of Quran, Hadith and consensus of Ummah. The periodic narration is always accurate, and necessary to be believed. It remained the invasion of tribulations ever in the history of Islam, that always accepts the spiritual and inward-outward practical problems. The most dangerous is the temptation to deny the doctrine of the revelation of Isa (علیہ السلام) directly and the finality of prophet hood indirectly. Its reason is the modernity imposed by imperialist powers, on Muslim doctrine. When Egyptian sheikh Muhammad shaltot declared the belief in rise up and revelation of Isa (علیہ السلام) as non sensory, the reformer of twentieth century Allama Zahid-al-Kausri proved its sensory and his arguments are based on text.

Key words: Hazrat Isa, Zahidul Kausri, Life of Isa

دین اسلام دین فطرت ہے (دین توحید) جس کی بنیاد محکم اور مضبوط عقائد اور فطری اعمال ہیں لیکن ان میں اولیت عقائد کو حاصل ہے کیونکہ عقیدہ ہی وہ چیز ہے جس کی بنیاد پر کوئی مذہب تشکیل پاتا ہے۔ جب تک عقیدہ درست نہیں ہوگا تو اس کے زیر اثر انجام پانے والے اعمال اللہ تعالیٰ کے ہاں شرف قبولیت سے محروم رہیں گے۔ عقائدِ اسلام میں سب سے پہلا عقیدہ توحید ہے جس پر ایمان لانا لازم ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ دوسرے عقائد یعنی رسالت اور معاد اور اُصول و فروع کو درجہ بدرجہ تسلیم کرتے ہوئے ان پر ایمان لانا ضروری ہے کیونکہ یہ ضروریات دین میں سے ہیں۔ ضروریات دین وہ ہیں جن کا ثبوت ادلہ قطعیہ یعنی نصوص قرآنیہ، احادیث رسول اللہ ﷺ اور اجماع اُمت سے ملتا ہے۔ (۱) جس طرح عقائد اسلام میں یوم قیامت پر ایمان لانا لازم ہے اسی طرح اشراط الساعۃ ظہور قیامت اور قرب قیامت کی نشانیوں پر بھی ایمان لانا نصوص سے ثابت ہے۔ (۲) قرب قیامت میں ایک نشانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہے۔ رفع و نزول عیسیٰ علیہ السلام نصوص قرآنی، احادیث متواترہ اور اجماع اُمت سے ثابت ہے۔ خبر متواتر سے آنے والی خبر قطعی ہوتی ہے اس پر ایمان لانا واجب ہے۔ اُمت میں ظہور فرق سے لے کر اب تک قصر اسلام پر فتنوں کی ایسی یلغار ہے کہ اعتقادی، عملی، ظاہری اور باطنی مسائل اس کی زد میں ہیں۔ لیکن ان فتنوں میں سب سے زیادہ خطرناک فتنہ وہ ہے جو عقیدہ نزول مسیح کا بلاواسطہ اور عقیدہ ختم نبوت کا بالواسطہ انکاری ہے۔ وجہ وہ جدت ہے جو سامراجی قوتوں نے فکرِ مسلم پر مسلط کی ہوئی ہے۔ جس کے زیر اثر ایک طبقہ نام نہاد ترقی کا خواہاں ہے اور دوسری طرف وہ طبقہ ہے جو اعتقادی مسائل میں تشکیک کو دور کرنے کی کوشش میں ہے۔ بیسویں صدی عیسوی میں جب شیخ محمود شلتوت مصری نے رفع و نزول عیسیٰ علیہ السلام کے غیر حسّی ہونے کا فتویٰ جاری کیا تو مجدد فی قرن العشرین، محدث، فقیہی علامہ محمد زاہد الکوثریؒ نے جس طرح دوسرے عقائدِ قطعیہ و ظنیہ میں کلام کیا تھا۔ رفع و نزول عیسیٰ علیہ السلام کے حسّی ہونے کو بھی عین نصوص سے دلائل دیتے ہوئے ثابت کیا۔

یوم قیامت ہی وہ حادثہ کونیہ ہے جس سے کائنات کا نظام درہم برہم اور زمین و آسمان فنا ہو جائیں گے۔ (۳) لیکن اس ساعت کو اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں سے مخفی رکھا اسی میں ہی دنیا کی بقا تھی۔ اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد مقام پر کیا ہے جیسا کہ ارشاد ہے:

> يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسَاهَا ط قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ ج لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط لَاتَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ط يَسْئَلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِیٌّ عَنْهَا ط قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (۴)
>
> ''وہ آپ سے پوچھتے ہیں قیامت کا کب وقت مقرر ہے تو کہہ دیجئے کہ اس کی خبر تو میرے رب ہی کے پاس ہے۔ اس کے وقت کو تو اس کے سوا اور کوئی بھی ظاہر نہیں کر سکتا۔ وہ بھاری (حادثہ) ہے آسمانوں اور زمین میں وہ تو تم پر اچانک ہی آجاوے گا۔ آپ سے پوچھتے ہیں گویا کہ آپ اس کی تلاش میں ہیں۔ کہہ دیجئے اس کی خبر تو خاص اللہ ہی کو ہے لیکن اکثر آدمی جانتے بھی نہیں۔''

دوسری جگہ فرمایا:

> وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَاالْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۔ قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ص وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ''

مُّبِيۡنٌ (۵)

''پوچھتے ہیں کہ (بتاؤ) یہ وعدہ کب پورا ہوگا اگر تم سچے ہو۔ کہو کہ اس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے اور میں تو محض ایک خبردار کرنے والا ہوں (حقیقت امر کو) کھول کر۔''

جیسا کہ حضرت حذیفۃ بن اسید غفاریؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے اس طرح وضاحت فرمائی:

اطلع النبی صلی الله علیه وسلم علینا ونحن نتذاکر ،فقال :"ماتذاکرون ؟" قالو:نذکر الساعة ،قال :"انها لن تقوم حتی ترون قبلها عشر آیات .فذکر .الدخان ، والدجال ،والدابة،وطلوع الشمس من مغربها ،ونزول عیسی ابن مریم علیه السلام ، ویأجوج و مأجوج ،وثلاثةخسوف:خسف بالمشرق و خسف بالمغرب ،وخسف بجزیرة العرب ،و آخر ذلک نار تخرج من الیمن ،تطرد الناس الی محشرهم (۲)

''نبی ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم آپس میں مذاکرہ کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا گفتگو کر رہے ہو؟ ہم نے کہا کہ قیامت کا تذکرہ کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت ہرگز قائم نہ ہوگی جب تک اس سے پہلے دس نشانیاں نہ ظاہر ہو جائیں۔ آپ ﷺ نے دھواں، دجال، دابۃ الارض سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اور حضرت عیسی علیہ السلام کے نزول اور یاجوج و ماجوج کے خروج کا ذکر فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ تین مقامات زمین میں دھنس جائیں گے۔ ایک خسف مشرق میں، دوسرا مغرب میں اور تیسرا جزیرۃ العرب میں ہوگا۔ اور آخر میں یمن سے آگ نکلے گی جو لوگوں کو محشر کی طرف دھکیلتی جائے گی۔''

علامات واشراط قیامت کا اثبات قرآن وسنت سے ثابت ہے جن میں کسی قسم کا شک نہیں ہے اور ان کا شمار ضروریات دین میں ہوتا ہے۔ اسی لئے کسی مسلمان پر جائز نہیں کہ وہ اس سے انکار کرے۔ اشراط قیامت کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

پہلی قسم وہ ہے جس کا ثبوت خبر متواتر سے ہے اور ان پر پختہ یقین لازم ہے۔ اور دوسری قسم وہ ہے جس کا اثبات خبر واحد ہے۔ خبر متواتر سے آنے والی خبر قطعی ہوتی ہے۔ اس پر ایمان لانا واجب ہے۔ اشراط قیامت میں ظہور دجال، نزول عیسی علیہ السلام، ظہور یاجوج ماجوج اور ظہور دابۃ الارض بڑی اشراط ہیں۔

اُمت میں ظہور فرق سے لے کر اب تک قصرِ اسلام پر فتنوں کی ایسی یلغار ہے کہ اعتقادی، عملی، ظاہری اور باطنی مسائل اس کی زد میں ہیں۔ لیکن ان فتنوں میں سب سے زیادہ خطرناک فتنہ وہ ہے جو عقیدہ نزول مسیح کا بلا واسطہ اور عقیدہ ختم نبوت کا بالواسطہ انکاری ہے۔ وجہ وہ جدت ہے جو سامراجی قوتوں نے فکر مسلم پر مسلط کی ہوئی ہے۔ جس کے زیر اثر ایک طبقہ نام نہاد ترقی کا خواہاں ہے اور دوسری طرف وہ طبقہ ہے جو اعتقادی مسائل میں تشکیک کو دور کرنے کی کوشش میں ہے۔ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شیخ کوثریؒ فرماتے ہیں:

''ہر غیور مسلم کی یہ خواہش ہے کہ اُمت کو ترقی اور خیر نصیب ہو، تا کہ اس سے وہ صدر اسلام سے لے کر اب

تک پیدا ہونے والے اعتقادی مسائل میں تشکیک کو سلجھائے۔ اور جدت اور قدامت کی بحث میں الجھ کر جدیدیت کو اپنانے والوں کو راہ راست پر لانے کی کوشش کرے۔'' (۷)

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ احکام شرعیہ، احکام عقائد ابتداء اسلام سے لے کر اب تک مستحکم بنیاد پر قائم ہیں ان میں تغیر و تبدل کی کوئی گنجائش نہیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ محفوظ ہے اختلافی اور اتفاقی مسائل علماء متقدمین نے پوری تفصیل سے مدون کیے ہیں جن میں رائے زنی کرنا گمراہی کا باعث ہے۔ کیونکہ اعتقادی مسائل میں رائے زنی اُمت کو کبھی ترقی نہیں دے سکتی۔ دین تبدیل نہیں ہوتا لیکن اس کے باوجود بعض لوگوں نے جدت پسندوں سے متاثر ہو کر عقائد و احکام میں تبدیلی کی کوشش کی، ایسا ہی ایک حادثہ عہد کوثریؒ میں مصر میں بھی پیش آیا جب شیخ محمود شلتوت سے مشرق وسطی کا دورہ کرنے والے مغربی وفد کے رہنما عبد الکریم نے یہ سوال کیا:

هل عيسى حي او ميت في نظر القران الكريم والسنة المطهرة ؟ وما حكم المسلم الذى ينكر انه حي ؟ وماحكم من لا يؤمن به اذافرض انه عاد الى الدنيا مرة اخرى ؟ (۸)

''کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرآن و حدیث کی نظر میں زندہ ہیں یا فوت ہو چکے ہیں؟ اور وہ مسلمان جو ان کے زندہ ہونے کا انکار کرے اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔ اور اس کا کیا حکم ہے جو اس پر ایمان نہ لائے۔''

فتویٰ حاصل کرنے کا مقصد یہ تھا کہ علماء الازہر سے قادیانی مذہب کی موافقت حاصل کی جائے۔ اس کے جواب میں اس نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو زمین پر موت دی گئی اور ان کی روح کو اٹھایا گیا۔ انہیں زندہ نہیں اٹھایا گیا جیسا کہ کچھ مفسرین نے کہا ہے۔ اس طرح شیخ شلتوت بھی معجزہ رفع و نزول عیسیٰ علیہ السلام کا انکاری ہوا۔ (۹)

اس سوال پر جب شیخ شلتوت نے فتویٰ صادر کیا تو علماء اسلام نے اس کا رد کیا۔ جیسا کہ شیخ کوثریؒ فرماتے ہیں:

''ایک سرکش شخص نزول مسیح علیہ السلام کے متعلق گمراہ فتویٰ کے اصرار نے مسلمانوں کے عقیدہ کی نصرت ہم پر لازم کر دی۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو اس دور میں اس کے متعلق گفتگو کی حاجت نہ تھی۔ بعض لوگ اپنا بوجھ اٹھانے کی ہمت نہیں رکھتے اور ترقی کی دوڑ میں ہمیشہ تنزلی میں چلے جاتے ہیں۔ جیسا کہ شیخ شلتوت کو دیکھیں جب سے اس نے عقیدہ و عمل میں علمی ورثے کو چھوڑا ذلت و رسوائی میں دھنستا چلا گیا۔'' (۱۰)

وہ بنیادی سوال جس کے جواب میں شیخ شلتوت نے فتویٰ صادر کیا اس کا خلاصہ کچھ اس طرح ہے:

i۔ بے شک حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں کیونکہ قرآن نے کہا ''**انی متوفيك**'' ''**توفية**'' کا مطلب موت ہے جو زندگی کی انتہا ہے۔

ii۔ رفع عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ''**ورافعك الى**'' کا معنی رفع مکانی ہے لیکن آسمان کی طرف رفع جسمانی نہیں ہے۔

iii۔ جو حدیث رفع حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ورود ہوئی ہیں اور روایات مضطربہ ہیں اور اپنے معنی میں مختلف ہیں جن میں جمع مشکل ہے۔

iv۔ جو علماء عیسی علیہ السلام کے جسمانی رفع کے قائل ہیں انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی حدیث کو بیان کیا ہے اور علماء کا اس بات پر اجماع ہے۔

v۔ رفع ذاتی کے قائلین نے حدیث معراج سے استدلال کیا ہے۔ معراج پر نبی ﷺ نے حضرت عیسی علیہ السلام کو دوسرے آسمان پر زندہ دیکھا ہے۔

vi۔ یہ معراج روحانی تھی جسمانی نہیں تھی۔

vii۔ شریعت اسلامیہ میں اجماع غیر واقع ہے اور لا حاصل ہے۔

viii۔ خبر آحاد پر علماء کا اجماع ہے کہ یہ عقیدہ میں مفید نہیں۔ اور مغیبات کے بارے میں اس پر اعتماد کرنا صحیح نہیں۔ (۱۱)

یہ تھی وہ فکر جس کا شیخ شلتوت قائل تھا جس کا بلا واسطہ اثر عقیدہ ختم نبوت پر پڑتا ہے اور یہ معجزہ کا انکار تھا۔ لیکن شیخ شلوت نے اپنی آخری زندگی میں اپنے عقائد سے رجوع کر لیا تھا۔ جیسا کہ ڈاکٹر محمد رمضان البوطیؒ فرماتے ہیں:

یروی بعض علماء الازهر ممن کانو ا یلازمون الشیخ محمود شلتوت فی اخر یات ایامه اذ کان یعانی فی بیته من شلل فی جسمه یرون بانه احرق جمیع ما کان یحتفظ به من الکتب والاوراق التی سجل فیها بعض الآراء الشاذة وفی مقدمتها مسالة عیسی ابن مریم علیه الصلوة والسلام واشهد هم بانه تاب الی الله من الاعتقاد بها و انه قد رجع الی عقیدة جمهور المسلمین اهل السنة والجماعة (۱۲)

''الازہر کے بعض علماء کا کہنا ہے جو شیخ شلتوت کے مرض الوفات کے ایام میں آپ کے ساتھ رہتے تھے انہیں بتایا تھا کہ شیخ شلتوت نے اپنے آخری ایام میں ان تمام نظریات سے رجوع کر لیا تھا جو امت اسلامیہ سے ہٹ کر رکھتے تھے اور انہوں نے اپنے تمام پرانے اوراق اور کتب کو جلا دیا تھا خاص طور پر وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول کے بارے میں اپنے موقف سے تائب ہو گئے تھے۔ اور جمہور اہل سنت کے موقف کی طرف رجوع کر لیا تھا۔''

عقیدہ رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام امت مسلمہ کا متفق عقیدہ رہا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے زندہ آسمان پر اٹھا لیا اور قرب قیامت آپ علیہ السلام زمین پر تشریف لائیں گے اور پھر طبعی عمر پوری کرنے کے بعد وصال فرمائیں گے۔ (۱۳) بیسویں صدی نصف میں جب مصری شیخ محمود شلتوت نے حیات عیسی علیہ السلام کے بارے میں قرآن مجید کی تین آیات:

اِذْقَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ (۱۴) وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ، بَلْ رَّفَعَه اللّٰهُ اِلَیْهِ (۱۵) وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَ اَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ (۱۶)

''یاد کرو جب فرمایا اللہ نے اے عیسیٰ علیہ السلام! یقیناً میں پوری عمر تک پہنچا دوں گا تمہیں اور اُٹھانے والا ہوں تمہیں اپنی طرف۔ حالانکہ نہ اُنہوں نے قتل کیا اور نہ اسے سولی چڑھا سکے بلکہ مشتبہ ہوگئی ان کے لئے (حقیقت)۔ اور جب پوچھے گا اللہ تعالی اے عیسیٰ بن مریم! کیا تو نے کہا تھا لوگوں سے کہ بنا لو مجھے

اور میری ماں کو دو خدا اللہ کے سوا۔''

تـوفـی کے معنی کو موت پر محمول کرتے ہوئے کہا کہ رفع عیسیٰ علیہ السلام جسمانی نہیں ہے بلکہ درجاتی ہے۔ یہ قادیانی فکر تھی کیونکہ اُنہوں نے اپنے مذہب کی بنیاد ہی وفات مسیح علیہ السلام کو بنایا ہے۔(۱۷)

شیخ شلتوت تـوفـی کی وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں یہ لفظ موت کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ اس لیے اس معنی کے علاوہ دوسرے معنی مناسب نہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد پاک ہے:

قُلْ يَتَوَفّٰكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِىْ وُكِّلَ بِكُمْ (۱۸) اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِىْٓ اَنْفُسِهِمْ (۱۹)

''فرمایئے جان قبض کرے گا تمہاری موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر کر دیا گیا ہے۔ بے شک وہ لوگ کہ قبض کیا ان (کی روحوں) فرشتوں نے اس حال میں کہ وہ ظلم توڑ رہے تھے۔''

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا لا الْمَلٰٓئِكَةُ (۲۰)

''اور اے مخاطب! اگر تو دیکھے جب جان نکالتے ہیں کافروں کی فرشتے (اور) مارتے ہیں۔''

اس نے اپنے رسولوں کو موت دی، مجھے مسلمان حالت میں موت دے اور صالحین سے ملا۔(۲۱) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ج وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَ لٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ط وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِىْ شَكٍّ مِّنْهُ ط مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ج وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا. بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ط وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا (۲۲)

''اور ان کے قول سے کہ ہم نے قتل کر دیا ہے مسیح عیسیٰ فرزند مریم کو جو اللہ کا رسول ہے حالانکہ نہ انہوں نے قتل کیا اور نہ اسے سولی چڑھا سکے بلکہ مشتبہ ہوگئی ان کے لئے حقیقت اور یقیناً جنہوں نے اختلاف کیا ان کے بارے میں وہ بھی شک وشبہ میں ہیں ان کے متعلق نہیں ان کے پاس اس امر کا کوئی صحیح علم بجز اس کے کہ وہ پیروی کرتے ہیں گمان کی اور نہیں قتل کیا انہوں نے اسے یقیناً۔ بلکہ اٹھا لیا ہے اسے اللہ نے اپنی طرف اور ہے اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا۔''

شیخ کوثریؒ فرماتے ہیں:

''یہ رفع حسی میں نص ہے کیونکہ حقیقت رفع نیچے سے اُوپر کی طرف منتقل ہونا ہی ہے۔''(۲۳)

اگر ان آیات کے ظاہری معنی پر غور وفکر کی جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے۔ کہ یہ یہود کے اس دعویٰ کی تردید ہے جس میں وہ کہتے ہیں کہ ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہ قتل کیا نہ سولی دی بلکہ قتل سے بچانے کا حل یہ کیا کہ ''رفعه الله اليه'' اپنی طرف اٹھا لیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر غالب ہے۔ ان آیات میں ''بل رفعه الله'' کی تمام ضمیریں ''ہ'' کی عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹ رہی ہیں۔(۲۴) یعنی اللہ نے انہیں اپنی طرف اٹھا لیا تھا۔ اگر یہاں یہ معنی کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی روح کو اپنی طرف اٹھا لیا تو یہ معنی ٹھیک نہیں ہیں۔ کیونکہ انسان دو چیزوں کا مرکب ہے۔ روح اور جسم کا۔ تو قتل انسان کو

کیا جاتا ہے جو دعوی یہود تھا۔ اگر اللہ نے ان کی روح کو اٹھا لیا تو پھر دعوی یہود کی تائید ہوتی ہے جس میں وہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارا مقصد تو صرف مارنا تھا۔ اللہ نے تو خود ان کو موت دے دی، یہ بات درست نہیں۔ یہ بات قرینہ کے خلاف ہے جیسا کہ ابوحیان اندلسیؒ فرماتے ہیں کہ ''حقیقت سے پھیرنے والا کوئی قرینہ نہیں کہ یہاں رفعہ کو رفع مرتبہ پر مجاز محمول کیا جائے کیونکہ مجاز کا احتمال کسی دلیل سے پیدا نہیں ہوتا۔ پس ''**بل رفعه الله اليه**'' رفع حسی میں نص ہوگا۔ (۲۵) شیخ کوثریؒ فرماتے ہیں کہ آیت میں بہت سے ایسے قرائن موجود ہیں جو مجاز کے احتمال کو رد کرتے ہیں۔ (۲۶)

i۔ قرآن کا سیاق یہود کے اس شبہ کو رد کرنے کے لیے کافی ہے۔ جس میں فرمایا گیا کہ انہوں نے عیسی علیہ السلام کی شبیہ کو قتل کیا ہے۔ جبکہ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالی نے اٹھا لیا۔ رفع مقام و مرتبہ کے متبادل نہیں بہت سے انبیاء کو قتل کیا گیا اور وہ بھی بلند مرتبہ پر فائز تھے۔ اس لیے اگر رفع کا معنی بلند مرتبہ لیا جائے تو ''بــــــــل'' کا داخل درست نہیں ہوگا کیونکہ پھر تو قتل اور رفع مرتبہ میں تضاد ہی نہیں ہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں:

ورفع عيسى عليه السلام من روزنة كانت فى البيت الى السماء (۲۷)

''اور عیسیٰ علیہ السلام گھر کے روشن دان سے آسمان کی طرف اٹھا لیے گئے۔''

اس بات کی موافقت ابن جریرؒ، ابی حاتمؒ نے کی ہے۔ (۲۸) یہ بات اجتہادی نہیں بلکہ جمہور اہل علم کے نزدیک مرفوع کے حکم میں ہے۔ (۲۹)

ii۔ پیغمبر کا مرتبہ: اس موقع پر رفع'' کو رفع مرتبہ پر محمول کرنے سے کوئی خصوصیت حاصل نہیں ہوتی کیونکہ ہر اولوالعزم پیغمبر ہمیشہ سے اولوالمرتبت پر فائز ہے۔

iii۔ 'الی' کا ذکر: جب **رفعه اليه** کے ساتھ ذکر کیا تو اس میں 'الی' میں مجاز کے معنی کا احتمال نہیں بلکہ رفع مرتبہ کی بجائے رفع کے ساتھ 'الی' کا ذکر کیا جو رفع حسی پر دال ہے۔

iv۔ رفع مقام و مرتبہ تو سب انبیاء کو حاصل ہے۔ اس لیے اس میں تخصیص کی کوئی وجہ نہیں۔

ڈاکٹر محمد رمضان البوطی شیخ کوثریؒ کی موافقت کرتے ہیں اور شیخ شلتوت کے انکار رفع نزول کے موقف پر تنقید کرتے ہوئے کہتے ہیں:

فاما عقل العاقل الذى يفهم الكلام العربى عن طريق قواعد اللغة العربية ودلالاتها اللغوية،فهو يفهم من قوله تعالى "وماقتلوه وما صلبوه،بل رفعه الله اليه "ان الله عز وجل اخفى نبيه عنهم بان رفعه الى سمائه فلم يقعوا منه على شىء يقتلونه او يصلبونه ، يدک على هذا المعنى الفاظ الاية ودلالاتهااللغوية ،و ضرورة التقابل الذى ينبغى ان يكون بين ماقبل بل وما بعدها ،فليس لک ان تقول ،وانت عربى:لست جائعا بل انامضطجع ،وانما تقول :لست جائعا بل انا شبعان .وليس لک ان تقول :مامات خالد بل هو رجل صالح ،ونماتقول :بل هو حى .وليس لک ان تقول ماقتل الامير

بل ھو ذو درجہ عالیۃ عند اللہ ،لان کونہ ڈودرجۃ عالیۃ عند اللہ لا ینافی ان یقتل ، وانما تاتی بل لا بطال ماقبلھا بدلیل ممابعدھا۔ (۳۰)

''وہ عقل مند آدمی جوعربی کلام اوراس کے قواعد کی سمجھ بوجھ رکھتا ہے وہ اللہ تعالی کے فرمان ''وَمَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ، بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ'' سے بخوبی جان جاتا ہے کہ اللہ تعالی نے یہود سے اس طرح چھپایا کہ انہیں آسمان پر اٹھالیا وہ آپ کی دھول کو بھی نہ پا سکے کہ آپ کو قتل یا سولی دے سکتے۔ یہ مفہوم آیت کی لغوی دلالت کو اور لفظ ''بل'' کے سیاق وسباق میں تقابل کو مدنظر رکھتے ہوئے واضح ہو جاتا ہے۔ اگر آپ عربی ہیں تو آپ یوں نہیں کہیں گے کہ میں بھوکا نہیں ہوں بلکہ لیٹا ہوا ہوں۔ بلکہ یوں کہیں گے کہ ''میں بھوکا نہیں ہوں بلکہ میرا پیٹ بھرا ہوا ہے'' یا یوں نہیں کہیں گے کہ ''خالد کی موت نہیں ہوئی بلکہ وہ نیک آدمی ہے۔ بلکہ یوں کہیں گے ''خالد کی موت واقع نہیں ہوئی بلکہ وہ زندہ ہے۔ یا آپ یوں نہیں کہیں گے ''بادشاہ کو قتل نہیں کیا گیا بلکہ وہ اللہ کے ہاں اونچے مرتبہ پر فائز ہے'' کیونکہ اللہ کے ہاں بلند درجہ پر فائز ہونا بادشاہ کے قتل کے منافی نہیں جبکہ لفظ ''بــــل'' اپنے مابعد کے ساتھ اپنے ماقبل کی نفی کرنے اور اسے باطل کرنے کے لئے آتا ہے۔''

اس طرح آیت کا مطلب ہوگا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا گیا بلکہ ان لوگوں کے درمیان سے آپ کو آسمان پر اٹھالیا گیا لیکن اس کے برعکس شیخ شلتوت اس بات پر بضد ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو موت دی گئی اور اللہ تعالی نے ان کا درجہ اپنی طرف بلند کردیا۔(۳۱)

۷۔ ''رفع''کو رفع روح پر محمول کرنا حذف مضاف کے ساتھ صحیح ہوتا ہے جب کہ ''حذف'' خلاف اصل ہے اس لیے بغیر قرینہ خلاف اصل کی طرف جانا درست نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کسی مفسر نے رفع مقام یا رفع روح پر محمول نہیں کیا۔ وجہ یہ تھی کہ تواتر سے قطع نظر کرتے ہوئے بھی اس آیت کی دلالت رفع حسی پر قطعی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ احادیث اس قدر واضح ہیں کہ رفع حسی میں کسی شک کی گنجائش نہیں۔(۳۲) اس پر اجماع مسلمین بھی ہے۔ اللہ تعالی کے فرمان: اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ (۳۳) اس سے دلیل پکڑتے ہوئے شیخ کوثریؒ فرماتے ہیں اس میں بھی یقیناً رفع حسی پر نص ہے۔ چونکہ 'الـــی' کا مقام ومرتبہ پر محمول کرنا احتمال مجاز سے مانع ہے جیسا کہ اللہ کے فرمان: طَئِرٍ یَّطِیْرُ بِجَنَا حَیْہِ (۳۴) میں طائر مجاز سے مانع ہے۔(۳۵)

اس بات کو عصر حاضر کے ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس اس طرح بیان کرتے ہیں:

''اگر اس جگہ موت دینا مراد ہے تو اس کے بعد ''رافعک الی'' کے الفاظ بالکل غیر ضروری ہو کر رہ جاتے ہیں اور اس کے معنی مجرد رفع درجات لینا صحیح نہیں ہے اس صورت میں ''الـــی'' کا لفظ بالکل بے ضرورت ہو کر رہ جاتا ہے۔ اور قرآن میں کوئی لفظ بے ضرورت استعمال نہیں ہوا۔ اگر صرف درجے کی بلندی کا اظہار مقصود ہوتا تو عربیت کے لحاظ سے 'رافعک' کافی تھا 'الی' کی ضرورت نہیں تھی۔ قرآن

میں جہاں کہیں بھی یہ لفظ استعمال ہوا ہے بغیر 'الی' کے استعمال ہوا ہے۔(۳۶)

بعض مفسرین کے نزدیک 'توفی' کا لفظ دونوں معنی میں مستعمل ہے جیسا کہ مہران عسکری فرماتے ہیں:

ان التوفی مستعمل فی الاول حقیقة ، وفی الثانی مجازا (۳۷)

''بے شک لفظ توفی اوّل طور پر حقیقت اور ثانی طور پر مجازاً مستعمل ہے۔''

امام رازی: وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا (۳۸) کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ان التوفی هو القبض (۳۹)

بیشک توفی کا معنی پورا پورا لینا ہے۔

اور توفی کا لفظ مجازاً موت کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسا کہ ابوالبقا ایوب بن موسیٰؒ فرماتے ہیں:

التوفی :الاماتة وقبض الروح (۴۰)

"توفی" موت دینا اور روح کو قبض کرنا ہے۔

آیت کی تفسیر میں شیخ کوثریؒ فرماتے ہیں:

فیکون معنی الآیة :انی قابضک من الارض و رافعک الی سمائی ،وقال ابن قتیبه : قابضک من الارض غیر موت(۴۱)

''آیت کا معنی ہوگا کہ میں تجھے زمین سے لینے والا ہوں اور آسمان کی طرف اٹھانے والا ہوں۔ اور ابن قتیبہ نے فرمایا کہ انہیں بغیر موت کے زمین سے لیا گیا۔''

اور یہی معنی باقی آیات واخبار سے بھی مؤید ہے۔ یہ آیات رفع روح مع الجسد میں نص ہے۔ اور اگر ہم 'توفی' کا معنی پورا پورا اور مارنے اور نیند دینے میں مشترک لے لیں تو بھی اس آیت کے ساتھ دوسری آیات کی وجہ سے قاطع بیان لاحق ہوگا جو کہ رفع حسی میں دلیل قطعی ہے۔ شیخ کوثری فرماتے ہیں:

ولو فرضنا عدم للحقوق بیان لا یتاتی حمله علی الموت هنا ،لان اسم الفاعل حقیقة فی الحال ،ومجاز فی الاستقبال عندهم ،فلوحملناه علی الحقیقة یکون المعنی انی ممیتک الان فیکون قصد الیهود حاصلا ، وقد نص القرآ ن الکریم علی ان قصدهم لم یحصل .ولو حملناه علی الاستقبال مجازا لایکون مستقبل اولی من مستقبل الابدلیل فیتعین المستقبل الذی حدده باقی الادلة وهو مابعد نزوله الی الارض (۴۲)

''اور اگر ہم بیان کا لاحق ہونا بھی فرض نہ کریں تو موت پر اس کا حمل نہیں ہوتا کیونکہ اس فاعل حال میں اصل ہے اور استقبال میں مجاز ہے۔ پس اگر ہم حقیقت پر محمول کریں تو معنی ہوگا میں تجھے ابھی مارنے والا ہوں، پھر تو یہودیوں کا مقصد حاصل ہوگا جبکہ قرآن نے ان کے مقصد کے عدم حصول پر صراحت کی ہے۔ اس لیے اگر استقبال پر محمول کریں تو یہ مجاز ہوگا اور مستقبل کا معنی متعین کرنے میں باقی ادلہ فیصل

ہوں گے اور وہ ان کے زمین پر نزول کے بعد ہے۔''

اللہ کے فرمان: **انی متوفیک و رافعک الی** میں 'واؤ' کی ترتیب بیان کرتے ہوئے امام رازیؒ فرماتے ہیں:

ان قولہ و رافعک الی یقتضی انه رفعه حیا، والواو لاتقتضی الترتیب، الا ان یقول فیها تقدیم و تأخیر، والمعنی: انی رافعک الی و مطھرک من الذین کفروا و متوفیک بعد انزالی ایاک فی الدنیا، و مثله من التقدیم والتأخیر کثیر فی القرآن، ان الواو فی قوله متوفیک ورافعک الی تفید الترتیب فالایة تدل علی انه تعالی یفعل به ھذه الافعال، فاما کیف یفعل، ومتی یفعل، فالامر فیه موقوف علی الدلیل، وقد ثبت الدلیل انه حی وورد الخبر عن النبی صلی اللہ علیه وسلم: انه سینزل ویقتل الدجال ثم انه تعالی یتوفاه بعد ذلک (۴۳)

''بے شک اللہ تعالیٰ کے فرمان **و رافعک الی** اس بات کا متقاضی ہے کہ آپ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے زندہ اٹھا لیا اور 'واؤ' ترتیب کی متقاضی نہیں ہے۔ مگر کہا جائے کہ اس میں تقدیم و تاخیر ہے۔ اور اس کے یہ معنی ہوئے کہ میں تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور کفار سے بالکل پاک صاف رکھنے والا ہوں اور تجھے دنیا میں نزول کے بعد وفات دینے والا ہوں۔ اس قسم کی تقدیم و تاخیر قرآن میں بکثرت پائی جاتی ہے۔ اور اللہ کے فرمان **متوفیک و رافعک الی** میں 'واؤ' مفید ترتیب نہیں۔ پس آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ علیہ السلام سے یہ سب معاملات کرے گا۔ پس کس طرح کرے گا، کب کرے گا۔ یہ سب کچھ کسی اور دلیل پر مبنی ہے۔ جو ثابت ہو چکی ہے کہ آپ علیہ السلام زندہ ہیں۔ اس کے زندہ ہونے کی خبر نبی ﷺ سے وارد ہے کہ آپ علیہ السلام ضرور نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے پھر اللہ تعالیٰ آپ علیہ السلام کو اس کے بعد وفات دیں گے۔''

اسی بات کو اختیار کرتے ہوئے شیخ کوثریؒ فرماتے ہیں:

و 'الواو' لاتفید الترتیب، فیکون ھذا من باب تقدیم ماھو مؤخر فی الوقوع، لاجل التقریع علی مدعی الوھیته، ببیان انه سیموت، و الیه ذھب قتادہ والفراء و علیه یحمل ماروا ه عللی بن ابی طلحة، عن ابن عباس، جمعابین الادلة (۴۴)

اور ''الواو'' ترتیب کا فائدہ نہیں دیتی۔ تو پھر تقدیم و تاخیر کے باب سے ہوگا۔ جو چیز مؤخر ہے وہ وقوع میں مقدم ہے۔ کیونکہ یہ مدعی الوہیت پر چوٹ ہے۔ اور اس طور پر کہ یہ فوت ہونے والا ہے۔ خدا نہیں ہے۔ اور امام، زجاج، فراء اور قتادہ کی یہی رائے ہے۔ اور اس پر علی ابن طلحہؒ کے واسطے سے ابن عباسؓ کے قول کو محمول کرتے ہیں تا کہ دلائل متفق ہوں۔''

وہب بن منبہؒ جو اہل کتاب میں سے کثیر الرویات ہیں اس بات کے قائل ہیں کہ آپ علیہ السلام کو پہلے موت دی گئی

اور پھر رفع ہوا اور پھر آسمان پر زندہ کیے گئے۔(۴۵) شیخ کوثریؒ ان پر جرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فلایعول مالا یرونه عن المعصوم عند اهل العلم (۴۶)

یہ قول نصاریٰ کا قول ہے۔(۴۷) بعض لوگوں کا قول کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نیند دی اور پھر رفع کیا اور بعض کا قول ہے ''**قبضه من الارض ورفعه حیا الی السماء**''میں بہت فرق ہے۔کیونکہ موت کے قول کی روایۃ ودرایۃ تائید نہیں ہوتی۔اس لئے شیخ کوثریؒ فرماتے ہیں:

بل تکریر ایقاع الموت علیه ممایناقیه النص (۴۸)

''بلکہ وقوع موت کا قول کرنا نص کے صریح خلاف ہے۔''

'توفی' کے معنی میں امام ابن جریر طبری کا مختار قول یہ ہے جس میں آپ فرماتے ہیں:

و اولی هذه الاقوال بالصحة عندنا قول من قال :معنی ذلک : انی قابضک من الارض ورافعک الی ، لتواتر الاخبار عن رسول الله صلی الله علیه وسلم انه قال : ینزل عیسی ابن مریم فیقتل الدجال (۴۹)

''ہمارے نزدیک ان اقوال میں زیادہ صحیح قول اس شخص کا ہے جس نے فرمایا''**انی قابضک من الارض ورافعک الی**'' کیونکہ اس پر نبی کریم ﷺ سے روایات تواتر سے ثابت ہیں۔جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔''

شیخ آلوسیؒ فرماتے ہیں:

ان الله تعالی رفعه من غیر وفاة ولانوم .وهو اختیار الطبری .والروایة الصحیحة عن ابن عباس (۵۰)

''بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو بغیر موت اور بغیر نیند کے اٹھایا اور یہی ابن عباسؓ سے صحیح روایت ہے اور طبریؒ نے بھی اسے ہی اختیار کیا ہے۔''

شیخ کوثریؒ فرماتے ہیں کہ '**توفیتنی**'(۵۱) اس معنی میں ہے کہ مجھے آسمان کی طرف اٹھانے کے ساتھ لیا جیسے کہا جاتا ہے ''**توفیت المال اذا قبضیه**'' جب تو مال وصول کرے۔اور یہ معنی امام حسن بصریؒ اور جمہور کے نزدیک ہیں۔(۵۲)

ابو علی جبائی معتزلی نے '**توفیتنی**' کا معنی ''موت'' کرتے ہوئے یہ دعویٰ کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو موت کے بعد اٹھایا گیا۔یہ عقیدہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے۔یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے۔کہ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو اٹھانے سے پہلے فوت کیا۔یہ بات درست نہیں کیونکہ آپ علیہ السلام کے آسمانوں پر زندہ موجود ہونے کی روایات کثرت سے موجود ہیں۔(۵۳)

شیخ کوثریؒ فرماتے ہیں کہ توفی کا ظاہری معنی موت آج کے اعتبار سے تو یہ تسلیم کرنا ممکن ہے (پرفتن دور ہے) لیکن نزول قرآن کے دور میں صحابہ کا معنی پورا پورا لینا حقیقت ہے۔جیسے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان **الله یتوفی الانفس حین موتها** (۵۴) میں **توفی** کا معنی پورا پورا لینا ہے ورنہ موت کا ذکر بے معنی ہوگا۔اور اللہ کے کلام میں کوئی بات بے معنی نہیں۔اور عہد تنزیل سے لے کر

آج تک یہ تفسیر مخفی نہیں رہی۔(۵۵)

حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام کی تیسری دلیل اللہ کا فرمان **وان من اھل الکتاب الا لیومنن به قبل موته ویوم القیامة یکون علیھم شھیدا** (۵۶) ہے۔ یہ آیت بھی اس بات کا اعلان کر رہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں فوت نہیں ہوئے۔ اس آیت میں 'به' اور 'موته' کی ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹتی ہیں۔ اور یہی جمہور کا مذہب ہے۔ اور یہی حضرت ابوہریرہؓ، ابن عباسؓ، ابو مالکؒ، حسن بصری قتادہؒ، عبد الرحمٰن بن زید بن اسلمؒ نے روایت کیا ہے اور ابن جریرؒ، ابن کثیرؒ، شوکانیؒ اور شنقیطیؒ نے اختیار کیا ہے۔(۵۷)

بعض حضرات ان ضمائر میں سے ایک ضمیر کو کتابی کی طرف لوٹاتے ہیں جو ضمیروں کو منتشر کرنے کے مترادف ہے۔ جیسا کہ شیخ کوثریؒ فرماتے ہیں:

> **لانه المتحدث عنه فی السیاق ،ولان عودا حدھما علی غیر مایعود علیه الآخر فیه تشتیت للضمائر** (۵۸)
>
> ''کیونکہ سیاق عیسی علیہ السلام کے متعلق ہے اور ضمیروں میں سے ایک کو عیسی علیہ السلام کے علاوہ کی طرف لوٹانا ضمیروں کو منتشر کرنا ہے۔''

جبکہ اللہ تعالیٰ کا کلام اس انتشار سے پاک ہے۔ لہٰذا ضمائر 'به' اور 'موته' کا اطلاق حضرت عیسی علیہ السلام پر ہوتا ہے۔ اور کلام کے سیاق کا بھی یہی تقاضا ہے۔ اور ''**وان من اھل الکتاب**'' کا معنی ہوگا وہ اہل کتاب جو نزول مسیح کے وقت موجود ہوں گے۔(۵۹) جیسا کہ ابن کثیر فرماتے ہیں:

> **وھذاالقول ھو الحق ،کما سنبینه بعد بالدلیل القاطع ان شاء الله ،لانه المقصود من سیاق الای فی تقریر بطلان ماادعته الیھود من قتل عیسی وصلبه ،وتسلیم من سلم لھم من النصاری الجھلة ذلک ،فاخبر الله انه لم یکن کذلک ،وانما شبه لھم ، فقتلواالشبه وھم لا یتبینون ذلک ،ثم انه رفعه الیه ،وانه باق حی ،و انه سینزل قبل یوم القیمة ،کما دلت علیه الاحادیث المتواترة** (۶۰)
>
> ''یہی قول حق ہے ان شاء اللہ ہم اسے دلیل قطعی سے واضح کریں گے کیونکہ آیت کے سیاق کا مقصود یہود کی طرف سے قتل عیسیٰ علیہ السلام اور صلب کے دعوی کو بالکل باطل کرنا ہے۔ اللہ تعالی نے ان کی بات کو رد کرتے ہوئے خبر دی کہ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا بلکہ شبیہ کو قتل کیا۔ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالی نے اپنی طرف اٹھالیا۔ اور وہ ابھی تک زندہ ہیں۔ اور وہ یوم قیامت سے پہلے نازل ہوں گے، جیسا کہ اس بات پر بہت سی احادیث متواترہ بھی دلالت کرتی ہیں۔ صحیح مسلم کی شرح نوی میں بھی اسی بات کو راجح قرار دیا ہے۔''(۶۱)

اس لیے شیخ کوثریؒ فرماتے ہیں کہ قوی اسناد کے ہوتے ہوئے کمزور اسناد کی طرف توجہ نہیں کی جاتی اور ظاہر مفہوم کے ہوتے ہوئے نفس کو مجازی مفہوم کی طرف نہیں پھیرا جاتا۔ جبکہ زمخشری کا میلان ''موتہ'' کی ضمیر کتابی کی طرف لوٹانے کا ہے۔ یہ رجحان شہر بن حوشب کی روایت کی وجہ سے کیونکہ یہ روایت اس کے نزدیک صحیح ہے۔ اور یہ ضعیف الحدیث ہے۔ (۶۲) ابی بن کعبؓ کی طرف منسوب قرأت ''قبل موتھم'' (۶۳) ہے۔

شیخ کوثریؒ فرماتے ہیں کہ: امام نوویؒ کا ابی بن کعبؓ کی قرأت پر سہارا پکڑنا قرأت شاذہ میں اس کے اپنے مذہب کے خلاف ہے۔ ابیؓ کی قرأت کی سند میں عباب بن بشیر اور خصیف راوی دونوں ضعیف ہیں۔ اہل علم نے ان سے باب تفسیر میں دلیل نہیں پکڑی۔ پھر 'موتہ' ضمیر کا کتابی کی طرف لوٹانا بھی درست نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں لفظ ''قبل'' کو اپنے معنی سے نکالنا ہوگا۔ یہاں ایمان کو موت کی حالت میں ایمان پر محمول کرنا ہوگا جو قبول نہیں ہے۔ اس طرح یہ بات خلاف متبادر ہے۔ اس وجہ سے تمام کلام کو اپنے عموم سے چھوڑتے ہوئے ظاہر سے پھیرنا پڑے گا۔ لیکن اگر ضمیر کو عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹائیں تو ظاہر کے خلاف تکلف کی ضرورت نہیں پڑتی۔ (۶۴)

شیخ شلتوت کا رد کرتے ہوئے اللہ کا فرمان ''وانہ لعلم للساعۃ' (۶۵) کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ یہاں تو مخالف نے بھی ضمیر کے عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹنے کا اعتراف کیا ہے لیکن ساتھ ایسا دعویٰ بھی کیا ہے کہ یہاں ایسا قرینہ موجود ہے کہ ضمیر کو ظاہر سے پھیرنا ممکن ہے۔ اس نے یہ بات نہ جانی کہ اس کا خطاب اہل مشرکین اور اہل جہالت کی طرف نقصان دیتا ہے۔ جبکہ وہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر باپ کے پیدا ہونے کا اقرار نہیں کرتے، اندھے اور برص کو ٹھیک کرنے کا اقرار بھی نہیں کرتے اور نہ ہی اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرنے کا اقرار کرتے ہیں۔ یہ ہیں وہ عقائد جن کی قرآن نے صراحت فرمائی ہے۔ لیکن وہ ایمان نہیں لاتے۔ تو پھر ان کے خلاف اقامت حجت کا تصور کیسے کیا جاسکتا ہے۔ کہ وہ تو اس بات کا اقرار ہی نہیں کرتے کہ نزول مسیح تو اللہ تعالیٰ کی نشانی ہے۔ اس طرح متعین ضمیر عیسیٰ علیہ السلام کی طرف ہی لوٹتی ہے۔ اس طرح یہ آیت نزول مسیح میں نص ہے۔ جس سے اعراض ممکن نہیں۔ (۶۶)

''لعلم للساعۃ'' کی قرأت متعدد صحابہ و تابعین کی فتح کے ساتھ ہے۔ (۶۷) جبکہ شیخ محمود نے اس کی سند کی صحت کا انکار کیا ہے۔ کیونکہ یہ قرأت اس کی مرضی کے خلاف تھی۔ اس قرأت سے ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹنے کی تائید ہوتی ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قیامت کی نشانی ہے۔ جیسا کہ نبی ﷺ نے اس آیت ''وانہ لعلم للساعۃ'' کی تفسیر میں فرمایا: ''نزول عیسی بن مریم من قبل یوم القیمۃ'' (۶۸) ان ادلہ کے بعد رفع و نزول میں شک کی گنجائش نہیں رہتی اور شیخ شلتوت جیسے کا بطلان بھی ہوتا ہے۔ جو کچھ اس نے کہا کہ قرآن میں ایسی بات نہیں ہے جس سے عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور رفع ظن سے ثابت ہوتا ہے چہ جائیکہ قطعی طور پر ثابت ہو۔

حق بات یہ ہے کہ تنہا نصوص قرآنیہ ہی اس بات کی شاہد ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھالیا گیا اور وہ آخری دور میں نازل ہوں گے۔ اس لیے ان نصوص کی موجودگی میں خیالی احتمالات کا کوئی اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔ ان احتمالات کا

اعتبار ہو بھی کیسے سکتا ہے جب کہ عقیدہ حیات مسیح ،نصوص قرآنیہ،احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے ۔تعامل امت سے آج تک یہ محفوظ ہے ۔شیخ کوثریؒ نے بھی سلف کی طرح باطل کی طرف سے پیش کی جانے والی موشکافیوں کا رد کرتے ہوئے ان رویات پر اعتقاد کیا ہے ۔

حوالہ جات

۱۔الغماری،عبداللہ بن صدیق،اقامۃالبرھان علی نزول عیسی فی آخر الزمان ،تقدیم:محمد زاہد الکوثری،مکتبۃ الازھریۃ للتراث قاھرہ، ۲۰۰۶ء،ص۶

۲۔صفدر،محمد سرفراز خان،توضیح المرام نزول المسیح علیہ السلام ،مکتبۂ صفدریہ گوجرانوالہ،۱۹۹۹ء ص۱۷

۳۔البوطی،ڈاکٹر محمد سعید رمضان ،کبری الیقینیات الکونیۃ ،دارالفکر دمشق،۱۹۹۷ء،ص۳۱۷

۴۔الاعراف:۱۸۷

۵۔الملک:۲۵۔۲۶

۶۔نیشاپوری،مسلم بن حجاج،المسند الصحیح المختصر بنقل العدل عن العدل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ،محقق:محمد فواد عبد الباقی،دار احیاء التراث العربی،س۔ن،کتاب الفتن و اشراط الساعۃ ،باب فی الآیات التی تکون قبل الساعۃ،بیروت،رقم الحدیث:۲۹۰۱

۷۔الکوثری،محمد زاہد،نظرۃ عابرۃ فی مزاعم من ینکر نزول عیسی قبل الآخرۃ،مکتبۂ الازھریۃ للتراث قاہرہ،۱۹۸۷ء،ص۳۶

۸۔ایضاً مجلۃ الرسالۃ ،۶۲۴/۴/۴،ص۲۳

۹۔شیخ الاسلام،مصطفیٰ صبری،موقف العقل والعلم والعالممن رب العالمین وعبادہ المرسلین ،دار التراث العربی بیروت،۱۹۸۱ء،ص ۱۷۴

۱۰۔نظرۃ عابرۃ فی مزاعم من ینکرنزول عیسی قبل الآخرۃ ،ص۵۹

۱۱۔ایضاً،ص۵۴۔۵۵

۱۲۔کبری الیقینیات الکونیۃ ،ص۳۳۱

۱۳۔ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس،مرزائیوں کے باطل نظریات تنقیدی جائزہ،بزم اقبال فیصل آباد،۱۹۹۷ء،ص۲۰

۱۴۔آل عمران:۵۵

۱۵۔النساء:۱۵۷۔۱۵۸

۱۶۔المائدہ :۱۱۶

۱۷۔مرزائیوں کے باطل نظریات تنقیدی جائزہ،ص۲۰

۱۸۔السجدۃ:۱۱

۱۹۔النساء:۹۷

۲۰۔الانفال:۵۰

۲۱۔ نظرۃ عابرۃ فی مزاعم من ینکرنزول عیسی قبل الآخرۃ،ص۲۵

۲۲۔النساء: ۱۵۷۔۱۵۸

۲۳۔نظرة عابرة فی مزاعم من ینکرنزول عیسی قبل الآخرة ،ص۹۳

۲۴۔ابوحیان،محمد بن یوسف،البحر المحیط فی التفسیر ،محقق:صدقی محمد جمیل،دارالفکر بیروت،۱۴۲۰ھ،۴/ ۱۲۸

۲۵۔نظرة عابرة فی مزاعم من ینکرنزول عیسی قبل الآخرة ،ص۹۳

۲۶۔ایضاً،ص۲۶

۲۷۔ابوبکر بن ابی شیبہ،الکتاب المصنف فی الاحادیث والآثار ،محقق:کمال یوسف الحوت،مکتبۃ الرشد ریاض،۱۴۰۹ھ،کتاب الفضائل،ماذکر فیما فضل به عیسی علیه السلام،رقم الحدیث:۳۱۸۷۶

۲۸۔طبری،محمد بن جریر،جامع البیان فی تأویل القرآن ،محقق:احمد محمد شاکر،مؤسسة الرسالة ،۲۰۰۰ء،۶۲۲/۲۲،ابی حاتم،عبدالرحمٰن بن محمد،تفسیر القرآن العظیم لابن ابی حاتم،محقق:اسعد محمد طیب،مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز مکہ مکرمہ،۱۴۱۹ھ،۱۱۱۰/۴۱

۲۹۔نظرة عابرة فی مزاعم من ینکرنزول عیسی قبل الآخرة ،ص۹۴

۳۰۔کبری الیقینیات الکونیة،ص۳۳۰

۳۱۔نظرة عابرة فی مزاعم من ینکرنزول عیسی قبل الآخرة ،ص۳۵

۳۲۔ایضاً،ص۳۶

۳۳۔آل عمران:۵۵

۳۴۔الانعام:۳۸

۳۵۔نظرة عابرة فی مزاعم من ینکرنزول عیسی قبل الآخرة ،ص۹۵

۳۶۔مرزائیوں کے باطل نظریات تنقیدی جائزہ،ص۲۷۔۲۸

۳۷۔عسکری،حسن بن عبداللہ،معجم الفروق اللغویة ،محقق: شیخ بیت اللہ،مؤسسة النشر الاسلامی ،۱۴۱۲ء،۵۲۱/۱

۳۸۔آل عمران:۵۵

۳۹۔رازی،محمد بن عمر،مفاتیح الغیب،۲۳۷/۸/نظرة عابرة فی مزاعم من ینکرنزول عیسی قبل الآخرة ،داراحیاءالتراث العربی بیروت ،۱۴۲۰ھص ۹۵

۴۰۔ابوالبقاءایوب بن موسیٰ،الکلیات معجم فی المصطلحات والفروق اللغویة ،محقق:عدنان درویش،مؤسسة الرسالة بیروت،س۔ن ،۳۱۳/۱

۴۱۔نظرة عابرة فی مزاعم من ینکرنزول عیسی قبل الآخرة ،ص۹۵

۴۲۔ایضاً،ص۹۶

۴۳۔مفاتیح الغیب،۸/ ۲۳۸،۸/ ۲۳۷

۴۴۔نظرة عابرة فی مزاعم من ینکرنزول عیسی قبل الآخرة ،ص۹۶،زجاج،ابراہیم بن السوی،معانی القرآن واعرابه،محقق:عبد الجلیل عبده شلبی،عالم الکتب بیروت،۱۹۸۸ء،۴۲۰/۱،تفسیر خازن،۲۵۱/۱

۴۵۔قرطبی،محمد بن احمد،الجامع الاحکام القرآن،محقق:احمد البدونی،دارالکتب المصریۃ قاہرہ،۱۹۶۴ء،۱۰۰/۴

۴۶۔نظرة عابرة فی مزاعم من ینکرنزول عیسی قبل الآخرة ،ص۹۷

۴۷۔معالم التنزیل،۴۶/۲/ العقیده وعلم الکلام من اعمال الامام محمد زاهد الکوثری،ص؟؟؟

۴۸۔نظرة عابرة فی مزاعم من ینکرنزول عیسی قبل الآخرة،ص۹۷

۴۹۔جامع البیان فی تأویل القرآن،۵/۴۵۰

۵۰۔نظرة عابرة فی مزاعم من ینکرنزول عیسی قبل الآخرة ،ص۹۸/روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی ، ۱۷۲/۲

۵۱۔المائدۃ :۱۱۷

۵۲۔نظرة عابرة فی مزاعم من ینکرنزول عیسی قبل الآخرة ،ص۹۹

۵۳۔ الجامع لاحکام القرآن ،۶/۳۷۶روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی،۴/۲۶

۵۴۔الزمر ۴۲:

۵۵۔نظرة عابرة فی مزاعم من ینکرنزول عیسی قبل الآخرة،ص۹۹۔۱۰۰

۵۶۔النساء:۱۵۹

۵۷۔نظرة عابرة فی مزاعم من ینکرنزول عیسی قبل الآخرة ،ص۱۰۰/ الاصبھانی،اسماعیل بن محمد،اعراب القرآن للأصبھانی ،تقدیم :فائزہ بنت عمر،غیرمعلوم،ریاض،۱۹۹۵ء،ص۹۳/ ڈاکٹر،احمد بن عبدالعزیز،الاحادیث المشکلة الواردة فی تفسیر القرآن الکریم ،دارابن الجوزی للنشر والتوزیع مکہ مکرمہ ،۱۴۳۰ھ،ص۵۸۶

۵۸۔نظرة عابرة فی مزاعم من ینکرنزول عیسی قبل الآخرة،ص۱۰۱/اقامة البرھان فی نزول عیسی علیه السلام،ص۶

۵۹۔ایضاً،ص۱۰۱

۶۰۔ابوالفداء،اسماعیل بن عمر ،تفسیر القرآن العظیم ،محقق:محمد حسین،دار الکتب العلمیة بیروت،۱۴۱۹ھ،۲/۴۰۱۔۴۰۲

۶۱۔نووی،محی الدین یحییٰ بن شرف،المنھاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج ،داراحیاءالتراث العربی بیروت ،۱۳۹۲ھ،کتاب الایمان ،باب بیان نزول عیسی بن مریم حاکما،۲/۱۹۲

۶۲۔ابن سعد،محمد بن سعد،الطبقات الکبری،محقق:احسان عباس،دارصادر بیروت ،۱۹۶۸ء،۷/۳۱۲

۶۳۔عسقلانی،احمد بن علی،فتح الباری شرح صحیح البخاری ،دارالمعرفۃ بیروت،۱۳۷۹ھ،۶/۴۹۲

۶۴۔نظرة عابرة فی مزاعم من ینکرنزول عیسی قبل الآخرة ،ص۱۰۲/اقامة البرھان علی نزول عیسی فی آخر الزمان،ص۶۔۷

۶۵۔الزخرف:۶۱

۶۶۔نظرة عابرة فی مزاعم من ینکرنزول عیسی قبل الآخرة ،ص۱۰۳

۶۷۔بغوی،محمد حسین بن مسعود،معالم التنزیل فی تفسیر القرآن،محقق:سلیمان مسلم الحرش،دارطیبۃ للنشر والتوزیع قاہرہ،۱۹۷۷ء،۷/۲۱۹

۶۸۔ابن حبان،محمد بن حبان،الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان ،محقق:شعیب الارنؤوط ،مؤسسة الرسالة بیروت،۱۹۸۸ء،تابع کتاب التاریخ ،ذکر البیان بأن نزول عیسی بن مریم من اعلام الساعة ،رقم:۶۸۱۷